www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد خالد سیف (اثری)

قسط نمبر ۲

امام ابن الصلاحؒ اور انکی کتاب "علوم الحدیث"

علوم الحدیث پر ایک ناقدانہ نظر

اگرچہ امام ابن الصلاحؒ کو تفسیر، حدیث، فقہ، اصول اور لغت وغیرہ مختلف علوم وفنون میں ید طولیٰ حاصل ہے اور خصوصاً اصولِ حدیث میں تو آپ امامت واجتہاد کے بلند درجہ پر فائز ہیں اور آپ کی اس شہرۂ آفاق تصنیف کو اس فن میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے لیکن بفحوائے "لکل جواد کبوۃ ولکل صارم نبوۃ ولکل عالم ھفوۃ" جلیل القدر امام ابن الصلاحؒ سے بھی کچھ فروگزاشتیں ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک کی نشاندہی کی جاتی ہے چنانچہ آپ النوع الاول کے فوائد مہمہ میں سے دوسرا فائدہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اذا وجدنا فیما یروی من اجزاء الحدیث وغیرھا حدیثا صحیح الاسناد ولم نجدہ فی احد الصحیحین ولا منصوصا علی صحتہ فی شیء من مصنفات ائمۃ الحدیث المعتمدۃ المشھورۃ فانا لا نتجاسر علی جزم الحکم بصحتہ فقد تعذر فی ھذہ الاعصار الاستقلال بادراک الصحیح بمجرد اعتبار الاسانید[1]

یعنی آپ کے نزدیک متاخرین کے لیے کسی حدیث کی تصحیح جائز نہیں اور اس سلسلہ میں صرف

[1] علوم الحدیث ص ۱۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متقدمین پر ہی انحصار کرنا چاہیئے لیکن علماء کرام نے آپ کی اس رائے سے اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ اس پر نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ثم ما اقتضاه کلام ابن الصلاح من قبول التصحیح من المتقدمین ورده من المتاخرین قد یستلزم رد ما هو صحیح وقبول ما لیس بصحیح فکم من حدیث حکم بصحته امام متقدم اطلع المتاخر فیه علی علة قادحة تمنع من الحکم بصحته ولا سیما ان کان ذلک المتقدم ممن لا یری التفرقة بین الصحیح والحسن کابن خزیمة وابن حبان [1]"

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"والاظهر عندی جوازه لمن تمکن وقویت معرفته"

علامہ عراقیؒ امام نوویؒ کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وما رجحه النووی هو الذی علیه عمل اهل الحدیث فقد صح جماعة من المتأخرین احادیث لم نجد لمن تقدمهم فیها تصحیحا [2]"

اور علامہ ابن جماعۃ فرماتے ہیں:

"قلت مع غلبة الظن انه لو صح لما اهمله ائمة الاعصار المتقدمة لشدة فحصهم واجتهادهم فان بلغ واحد فی هذه الاعصار اهلیة ذلک والتمکن من معرفته احتمل استقلاله [3]"

چنانچہ حافظ ابن الصلاح کے معاصرین نے ہی کئی ایسی احادیث کی تصحیح کی ہے جن کی متقدمین سے صحت ثابت نہیں تھی اور آپ سے متاخر ائمہ نے بھی کئی ایک احادیث پر صحت کا حکم لگایا ہے مثلاً آپ کے معاصر علماء میں سے صاحب "الوہم والایہام" حافظ ابو الحسن بن قطانؒ نے حضرت ابن عمرؓ کی درج ذیل روایت پر صحت کا حکم لگایا ہے:

[1] تدریب الراوی ۸۲ [2] ایضاً ص ۶۹ [3]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"انہ یتوضأ وضوءہ فی مجلسہ ویقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ذلک"[1]

اسی طرح انہوں نے حضرت انسؓ کی درج ذیل روایت پر صحت کا حکم لگایا ہے جسے قاسم بن اصبغ نے روایت کیا ہے:

"کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینتظرون الصلاۃ فیضعون جنوبہم فمنہم من ینام ثم یقوم الی الصلوۃ"

اسی طرح حافظ ضیاء الدین المقدسی صاحب "المختارۃ" نے اپنی اس کتاب میں کئی ایسی احادیث کی تصحیح کی ہے جن کی صحت ائمہ متقدمین سے منقول نہیں تھی۔ حافظ منذریؒ نے حدیث ابی ہریرۃ فی غفران "ما تقدم من ذنبہ وما تأخر" کی تصحیح کی ہے۔ حافظ دمیاطیؒ "حدیث جابرؓ" ماء زمزم لما شرب لہ" کی تصحیح کی ہے اور شیخ تقی الدین السبکیؒ نے اپنی کتاب "شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام" میں حدیث ابن عمرؓ "من زار قبری وجبت لہ شفاعتی" پر صحت کا حکم لگاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ حافظ ابن الصلاحؒ کا متاخر علماء کو اس منصب جلیلہ سے محروم و معزول کر دینا درست نہیں بلکہ صحیح یہی ہے کہ ہر عالم کو خواہ متقدم ہو یا متاخر اس کا حق پہنچتا ہے بشرطیکہ وہ اہلیت رکھتا ہو۔ تفصیل کے لیے فتح المغیث للعراقیؒ، فتح المغیث للسخاویؒ اور تدریب الراوی للسیوطیؒ ملاحظہ فرمائیے۔

اسی طرح حافظ ابن الصلاحؒ، امام حاکم اور ان کی مستدرک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وھو واسع الخطو فی شرط الصحیح متساھل فی القضاء بہ فالاولی ان نتوسط فی امرہ فنقول ما حکم بصحتہ ولم نجد ذلک فیہ لغیرہ من الائمۃ ان لم یکن من قبیل الصحیح فھو من قبیل الحسن یحتج بہ ویعمل بہ الا ان تظھر فیہ علۃ توجب ضعفہ"[2]

امام ابن الصلاح کے اس قول پر بھی تعاقب کیا گیا ہے۔ قاضی بدر بن جماعۃؒ اپنی کتاب "مختصر" میں فرماتے ہیں کہ:

---

[1] رواہ البزار [2] علوم الحدیث ص۱۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الصواب ان یتتبع و یحکم علیه بما یلیق من الحسن او الصحة او الضعف"

یعنی یہ ضروری نہیں کہ امام حاکم نے جس حدیث پر صحت کا حکم لگایا ہو اور اس کے متعلق کسی دوسرے امام کی تصریح موجود نہ ہو تو وہ اگر صحیح نہیں تو لامحالہ حسن ہوگی بلکہ تتبع کیا جائے گا اور اس کے حسبِ حال صحت حسن یا ضعف کا حکم لگایا جائے گا۔ قاضی ابن جماعۃ کے اس تعاقب کو علامہ سخاویؒ و انصاریؒ نے بھی ذکر فرمایا ہے اور علامہ عراقی نے "النکت" میں اسے ذکر کرکے صحیح قرار دیا ہے [۱]

اور اس مذکورہ عبارت کے متصل ہی حافظ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:۔

"ویقارب به فی حکمه صحیح ابی حاتم بن حبان البستیؒ" [۲]

لیکن آپ کا صحیح ابن حبان کو مستدرک حاکم کے ہم پلہ قرار دینا بھی صحیح نہیں کیونکہ امام ابن حبانؒ کا حدیث میں امام حاکم کی نسبت مقام بلند ہے۔ چنانچہ علامہ عراقی، امام حازمیؒ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ابن حبان امکن فی الحدیث من الحاکم" [۳]

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں:۔

"قیل ما ذکر من تساهل ابن حبان لیس بصحیح غایته ان یسمی الحسن صحیحا فان کانت نسبتهٗ الی التساهل باعتبار وجدان الحسن فی کتابه فهی مشاحة فی الاصطلاح" [۴]

اسی طرح حافظ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:۔

"ثم ان الزیادة فی الصحیحین علی ما فی الکتابین یتلقاها طالبها مما اشتمل علیه احد المصنفات المعتمدة المشتهرة........ وسائر من جمع فی کتابه بین الصحیح وغیره ویکفی مجرد کونه موجوداً فی کتب من اشترط منهم الصحیح فیما جمعهٗ ککتاب ابن خزیمة" [۵]

---

[۱] النکت ص۱۸ [۲] علوم الحدیث ص۱۸ [۳] فتح المغیث للعراقی ص۴۵ ج۱ [۴] تدریب الراوی ص۵۳ [۵] علوم الحدیث ص۱۴

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے متعلق پہلی گزارش تو یہ ہے کہ "من اشترط منهم الصحيح" کے ضمن میں تو صحیح ابن حبان بھی آتی ہے اور اسے آپ خود ہی مستدرک حاکم کے متقارب قرار دے چکے ہیں اور مستدرک کے مقام و مرتبہ اور محتویات سے حدیث کا ہر طالب علم واقف ہے۔

اور دوسری گزارش صحیح ابن خزیمہ کے متعلق ہے جسے آپ نے بطور مثال بیان فرمایا ہے کہ اس پر مطلقاً یہ حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے جبکہ اس میں اور اس جیسی دیگر کتب میں ضعیف روایات بھی ہیں، مثلاً صحیح ابن خزیمہ کی ہم تین روایات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا توضأ احدكم ثم يخرج الى المسجد فلا يشبكن يديه فانه فى صلوٰة

اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے جس کے سبب بعض ائمہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس کی سند میں راوی ابو ثمامہ الحجازی مجہول الحال ہے جیسا کہ حافظ نے "تقریب" میں فرمایا ہے اور "تہذیب" میں امام دارقطنی کے حوالہ سے لکھا ہے لا يعرف يترك

۲۔ سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن هذه الاية "قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى" قال انزلت فى زكوٰة الفطر

اس کی سند میں کثیر بن عبداللہ ہے جس کے متعلق امام منذری نے فرمایا ہے "واہ" اور امام ذہبی رح نے اس کی اس حدیث کو مناکیر سے شمار کیا ہے۔

۳۔ من صلى بعد المغرب ست ركعات لم يتكلم فيما بينهن بسوء عدلن له بعبادة اثنتى عشرة سنة "

اس حدیث کے سلسلہ اسناد میں عمر بن عبداللہ بن ابی خثعم ہے جس کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں:

منكر الحديث ذاهب (میزان جلد ۲، ص۲۶۲)

• تو حافظ ابن الصلاح کے مذکورہ ارشاد کو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے جبکہ صحیح ابن خزیمہ میں ان جیسی روایات بھی ہیں۔ منکر حدیث کی بحث میں امام ابن الصلاح منکر اور شاذ کو مترادف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"والصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ انفا فی شرح الشاذ وعند ھذا نقول المنکر ینقسم قسمین علی ما ذکرناہ فی الشاذ فانہ بمعناہ" (علوم الحدیث ص۲)

لیکن آپ کا منکر اور شاذ کو مترادف قرار دینا صحیح نہیں کیونکہ تحقیق یہ ہے کہ منکر اور شاذ ایک نہیں، شیخ الاسلام ابن حجرؒ فرماتے ہیں، "وقد غفل من سوی بینھما" (شرح نخبۃ الفکر)

اور امام سیوطی فرماتے ہیں:۔

المنکر الذی روی غیر الثقہ مخالفا فی نخبۃ قد حققہ
قابلہ المعروف والذی رای ترادف المنکر والشاذ نائی[1]

حدیث مرسل کی صورِ مختلفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"احدھا اذا انقطع الاسناد قبل الوصول الی التابعی فکان فیہ روایۃ لم یسمع من المذکور فوقہ ......لا یسمی مرسلاً" (علوم الحدیث ص۴)

علامہ عراقیؒ اس پر تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"قولہ قبل الوصول الی التابعی لیس بجید بل الصواب قبل الوصول الی الصحابی فانہ لو سقط التابعی ایضا کان منقطعا لا مرسلا عند ھؤلاء" (التقیید والایضاح ص۵۵)

"معرفۃ الاسماء والکنی" میں ان رواۃ پر بحث کرتے ہوئے جن کے نام کنیت جیسے ہیں اور ان کی کنیت بھی ہے۔ ایک یہ نام بھی بتلاتے ہیں۔ ابوبکر بن عبدالرحمان یعنی جو فقہاءِ سبعہ میں سے ہیں۔ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ ان کا نام ابوبکر اور کنیت ابوعبدالرحمان تھی۔ لیکن انہیں یہاں بطور مثال پیش کرنا صحیح نہیں کیونکہ صحیح یہ ہے کہ ان کا نام اور کنیت ایک ہی تھی جیسا کہ امام ابن ابی حاتمؒ اور علامہ عراقی نے فرمایا ہے[2]

یہ اور اس طرح کے چند دیگر مقامات ہیں جن میں ائمہ فن نے امام ابن الصلاحؒ سے اختلاف کیا ہے تاہم اس سے علوم الحدیث کی اہمیت و عظمت پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کی امتیازی و انفرادی شان بدستور قائم رہتی ہے۔۔۔

[1] الفیۃ السیوطی ص۹۳ [2] التقیید والایضاح ص۳۲۲، الجرح والتعدیل جلد ۲ ص ۳۳۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ